حضرت مولانا عبدالرحمان کاملپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

مشاہیر علماء اور اکابر کی نظروں میں

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کاملپوری مرحوم خلیفہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے وصال پر بے شمار علماء و مشاہیر نے شدید رنج و غم کا اظہار کیا ذیل میں چند تعزیتی خطوط کے اقتباسات پیش ہیں جو حضرت کے وصال پر ان کے صاحبزادہ مولانا قاری سعید الرحمان کے نام لکھے گئے۔ (ادارہ)

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مظاہر العلوم سہارنپور

حادثہ سے جتنا رنج و قلق ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ یہاں سبھی اہل مدرسہ انتہائی رنجیدہ ہیں۔ اور خبر سننے کے بعد ہی سے دعا اور ایصال ثواب ہر شخص اپنی حیثیت کے موافق کر رہا ہے۔ اور اس ناکارہ کے تو طالب علمی کے زمانہ سے مولانا مرحوم سے تعلقات تھے۔ حماسہ میں میرے والد کے یہاں میری ان کی تعلیم میں شرکت ہوتی اور پھر ایک ہی سال مدرسی ہوئی اور پھر اسکے بعد سے تو آپ کو معلوم ہے کہ تعلقات بڑھتے ہی چلے گئے۔ افسوس کہ اکابر و احباب بلکہ محبوب اصاغر بھی ایک ایک ہو کر جدا ہو رہے ہیں۔ یہ ناکارہ ہی سب کے رنج و غم سہنے کیلئے پڑا ہے۔ بہرحال بجز ایصال ثواب و صبر کے کیا چارہ ہے۔

حضرت مولانا عزیر گل صاحب اسیر مالٹا تلمیذ خاص حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ

حضرت مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت سے سرفراز فرمادے اور آپ حضرات کو صبر جمیل سے بہرہ مند فرمادے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد۔ آپ حضرات کے غم میں ہم سب شریک ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم ٹنڈوالہ یار۔

جب مولوی محمد وجیہ صاحب کے نام آپ کا خط آیا کہ مولانا پر فالج کا اثر ہو گیا ہے۔ اور وہ یہ خط پڑھ کر روانہ ہو گئے۔ تو میں نے شعبان کی ۲۷ تاریخ کے بعد والی رات میں خواب میں دیکھا کہ حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس خواب سے ہی مجھے کھٹکا ہو گیا تھا کہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ

کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کا انتقال حکیم الامت کے انتقال کا نمونہ ہے۔ دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ درجات عالیہ سے نوازے اور آپ سب صاحبان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب کراچی۔ خلیفہ حضرت تھانویؒ

ایسی برگزیدہ اور مغتنم وقت ہستی کی مفارقت یقیناً آپ حضرات کے لئے اور ہم سب کے لئے انتہائی قلق کا باعث ہے۔ ان کا سایۂ عاطفت سب ہی کیلئے باعث صد خیر و برکت تھا۔ اب ان کی مخلصانہ دعاہائے خیر سے محرومی واقعی سخت محرومی ہے۔ مگر سن مبارک کافی طویل ہو چکا تھا۔ اور عمر کے ساتھ مجبوریاں اور معذوریات بھی لاحق ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل وکرم کی آغوش میں لیکر ابدی راحت و مسرت قرب عطا فرما دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب قرب میں اور درجات مغفرت میں پیہم ترقی عطا فرما دیں۔ آمین۔ یہ بھی ثابت ہے کہ جس قدر قوی صدمہ ہوتا ہے۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو اپنی قوی رحمت سے بہرہ اندوز فرماتے ہیں۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی مفتی اعظم پاکستان

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سانحہ پہلے معلوم ہو گیا تھا۔ دارالعلوم میں ختم قرآن کر کے ایصال ثواب بھی کرایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ایسے حضرات کی موت صرف گھر والوں کے لئے مصیبت نہیں ہوتی۔ بلکہ پورے ملک کیلئے اور اہل زمین کیلئے مصیبت ہوتی ہے۔ حضرت مولانا مرحوم سے احقر کا تعلق ان کی طالب علمی کے وقت سے تھا۔ عجیب فرشتہ صفت انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو مقام عالی عطا فرما دے۔

مولانا شمس الحق افغانی شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

حضرت مولانا عبدالرحمان نور اللہ مرقدہ کی وفات کی اطلاع پہنچی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایصال ثواب ختم قرآن کیا گیا۔ مولانا مرحوم کی وفات سے مسلمانان پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ دور حاضرہ میں آپ کی شخصیت نوادرات میں سے تھی۔ آپ علم تقویٰ اخلاق کے مینار تھے۔ آپ کے بعد اسلامی علوم کے مدرس بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور مصنف بھی مقررین بھی ہونگے۔ اور صاحب رشد و ہدایت بھی لیکن یہ مشکل ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمان صاحبؒ جیسی جامع شخصیت دوبارہ پیدا ہو۔ ہماری دعا ہے کہ حضرت مرحوم کو اللہ جل جلالہ اپنے مخصوص فضل و رحمت سے نوازے اور پسماندگان کو مولانا کی روحانی برکتوں سے حصہ وافر عطا فرما دے۔

علینا انتشی الاسعاد لوکان نافعاً — لبشق قلوب لا لبشق جیوب

مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

موت سے تو کسی کو مفر نہیں مگر بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی موت ہزاروں کی موت بن جاتی ہے۔ مخدومی حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ ہم بوڑھوں کی جدائی ہم سب کے لئے ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ وہ ہمارے سرپرست اور دعاگو تھے۔ محط الرحال

کے اس پر آشوب دور میں مرحوم و مغفور کا طیب و طاہر وجود مسعود ہم خدام کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ اسلاف کرام اور اکابرین دیوبند کی زندہ یادگار تھے۔ انہوں نے زندگی کے تمام لمحات کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت و احیاء میں بسر کئے۔ انشاء اللہ العزیز ان کو حق تعالیٰ نے اپنی آغوش رحمت میں اونچے مراتب سے نوازا ہوگا۔

مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی حضرت کی وفات انفرادی صدمہ نہیں ہے۔ ہم ان کے لئے نہیں روتے وہ رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور اسلاف کے نقش اقدام پر چلتے ہوئے ان تک پہنچ گئے۔ یہ حضرات مرتے نہیں زندہ ہوتے ہیں۔ مادی و جسمانی حجابات مرتفع ہو کر ارواح مبارکہ کو استغراق کامل و لذت اکمل نصیب ہو جاتی ہے۔ رونا اپنا ہے۔ کہ ان بزرگوں کی جگہ پر نہیں ہوتی اور ہم اپنے بلند پایہ قابل اعتماد بزرگوں سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت تھانوی، حضرت مدنی، حضرت مفتی کفایت اللہ جو بات فرماتے الیقین و اعتماد ہوتا۔ بعد میں یہ چند ہی نفوس تھے جن کا کسی سوال پر ہاں یا نہیں بھی قابل استناد تھا ۔۔۔۔ حضرت میرے شفیق استاد تھے ان کے لئے دعا نہ کروں گا تو کس کے لئے کروں گا۔

مولانا عبدالعزیز صاحب خلیفہ اجل حضرت رائے پوری آپ کے والد ماجد استاذی المکرم نور اللہ مرقدہ کے وصال کی اطلاع سے نہایت صدمہ ہوا۔ مرحوم اکابر کی یادگار تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماویں۔ اور جنت الفردوس میں جگہ مرحمت فرماویں، قرب خصوص سے نوازیں۔ آمین پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرماویں۔ حضرت مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں۔ آمین

مولانا مفتی محمود صاحب ملتان رمضان المبارک میں کسی کی زبانی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی جانکاہ خبر سنی ۔۔۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی برکتوں سے آپ کو مالا مال فرما دے۔ حضرت اقدس کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ پر فائز کر دے۔ آپ حضرات کو اس عظیم صدمہ پر صبر اور صبر پر اجر عطا فرما دے۔ ان للہ ما اعطی وله ما اخذ وکل عنده باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب۔

مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی شیخ التفسیر ندوۃ العلماء لکھنؤ یکایک حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ذریعہ سے حضرت مرشدی مرحوم کے انتقال کی اطلاع ہوئی۔ لیکن خط و کتابت بند ہونے کی وجہ سے عریضہ نہ لکھ سکا۔ عزیز محترم حضرت مولانا کے انتقال کی خبر بجلی ہو کر میرے قلب پر گری۔ بلا تشبیہ ان کا انتقال ۔۔۔ موت العالم موت العالم ۔۔۔ کا مصداق ہے۔ وہ تو انشاء اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں نعمائے آخرت اور لقائے الٰہی سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ لیکن ہم رہ افتادگان کے لئے یہ سانحہ بہت سخت ہے۔ لیکن یہ سوچ کر صبر آجاتا ہے۔ کہ انہیں راحت حاصل ہو گئی۔ اور وہ اپنے مقصود حقیقی یعنی وصال الٰہی کو پہنچ

گئے ہیں۔ اور انشاء اللہ عالمِ آخرت میں اطمینان کے ساتھ ان سے ملاقات بھی ہوگی۔ یہ وقت محض چند روزہ ہے۔ جی چاہتا ہے کہ دو شعر جو ایک اعرابی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وفات پر بطور تعزیت سنائے تھے یہاں نقل کر دوں۔ ان سے بہت تسکین ہوتی ہے۔

اصبر نکن بک صابرین فانما — صبر الرعیة عند صبر الرأس
خیر من العباس صبرک بعدہ — واللہ خیر منک للعباس

مولانا محمد ادریس کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت الاستاذ مولانا عبدالرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ کی وفات حسرت آیات کا علم ہوا۔ بے حد صدمہ ہوا۔ علماء و صلحاء روز بروز دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ خلت الدیار محلہا ومقامہا۔ اور موت العالم موت العالم کا منظر نظروں کے سامنے آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے۔ اور آپ کو ان کے علم و تقویٰ کا وارث بنائے۔ آمین۔ اور ہم سب کو ایمان پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا جمیل احمد صاحب مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

ایک بے بدل شیخ اور بے نظیر عالم بے مثال صالح سے دنیا خالی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ امت کو بدل اور آپ سب کو سکون عطا فرما دیں۔ آپ سے زیادہ نقصان تو ساری امت کا ہے اسلام کا ہے۔ کہ اب نہ ایسے عالم پیدا ہو رہے ہیں۔ نہ ایسے بزرگ۔ اس لئے نقصان عالمِ اسلام کا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے کوئی مثیل و بدل عطا فرما دیں۔ یہ چند تاریخی مادے لکھ دئے ہیں۔

قطعات تاریخ وفات

اطیب	اولیاء	شیخ	عبد	الرحمٰن
۲۲	۴۸	۹۱۰	۷۶	۳۲۹

۱۳۸۵ھ

(قبر مبارک کے لئے)

جلوہ گاہ	شیخ	عبد	الرحمٰن
۷۰	۹۱۰	۷۶	۳۲۹

۱۳۸۵ھ

حضرت	مولانا	عبد الرحمٰن	کجا
۱۴۰۸	۱۲۸	۴۰۵	۲۴

۱۹۶۵ء

موت	العالم	الحق	موت	العالم
۴۴۶	۱۷۲	۱۴۹	۴۴۶	۱۷۲

۱۳۸۵ھ

شہید	گردید	حضرت
۳۱۹	۲۳۸	۱۴۰۸

۱۹۶۵ء

قبرِ	منزل	حضرت	مولانا
۳۰۲	۱۲۸	۱۴۰۸	۱۲۸

۱۹۶۵ء

آہ	شہید	کبیر	حضرت
۶	۳۱۹	۲۳۲	۱۴۰۸

۱۹۶۵ء

تاریخ وفات چونکہ جستم

داخل	بہشت با	" ندا شد
۴۳۵	۷۰۶	۲۴۱

۱۳۸۵ء

غفر	اللہ	لآبائہ
۱۲۸۰	۶۶	۳۹

۱۳۸۵ء

مولانا عبدالرحیم اشرف - مدیر المنبر لاہور اس غم انگیز خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ اکابرین یکے بعد دیگرے اٹھ رہے ہیں اور صدمہ کی شدت اس سے ہوتی ہے کہ ان کی جگہ پر کرنے والے موجود نہیں ہیں۔ اور فساد روز افزوں ہے۔ فالی اللہ المشتکی والیہ المرجع والیہ المآب۔ حضرت مرحوم کی وفات بحیثیت ایک عالم دین ایک خادم حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ اور ایک صالح شخصیت بھی الم انگیز تھی۔ لیکن جسے اللہ تعالیٰ نے ایسے عظیم المرتبت والد سے نوازا ہو اسکی حالت غم تو دوسروں سے کہیں زیادہ ہو گی۔ بالخصوص ان کی مسلسل اور دل سے نکلنے والی دعاؤں کا تو بدل رحمت الٰہیہ کے کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ لیکن لن یصیبنا الا ماکتب اللہ لنا۔ اور یہ ایمان و یقین کہ ھو نعم المولی ونعم النصیر اس بنیاد پر اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

مولانا محمد چراغ صاحب۔ مؤلف العرف الشذی آج صبح کیناں پارک لاہور سے ٹیلیفون پر سخت وحشتناک خبر ملی کہ حضرت الشیخ کا وصال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ وما اعطی۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر و اجر بخشے۔ آمین۔ ایسے اہل علم و تقوی حضرات سے ہماری بدقسمتی سے زمین خالی ہوتی جا رہی ہے۔ اور ان کے بدل سے بھی حرمان ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرما دے۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ مؤلف تذکرۂ سلیمانؒ افسوس ہم لوگ ایک ایسی عظیم المرتبت جامع ظاہر و باطن شخصیت کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئے۔ مخدومی حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی مدظلہ نے ایک مرتبہ ایک جملہ حضرت شیخ الحدیثؒ سے متعلق فرمایا تھا۔ جو ایک دفتر توصیف پر بھاری ہے۔ فرمایا مولانا کی قدر تو وہ پہچان سکے گا جسکو صحابہ کرامؓ کی زندگی پسند ہو۔ واقعی حضرت مرحوم ایسے ہی تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری۔ ہم لوگ وہ نظر بھی کہاں سے لائیں جو ان بزرگوں کی عظمت کا اندازہ لگا سکے۔ یاد آیا ۱۹۵۱ء یا ۱۹۵۲ء کی بات ہے۔ حضرت مرشدی علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہٗ کی خدمت میں راقم عاجز بھی حاضر تھا اور ماسٹر حشمت علی صاحب موصوف کا اصلاحی تعلق مخدومنا حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب قدس سرہٗ ہی سے تھا۔ اور اس جہت سے انہوں نے کچھ ذکر حضرت موصوفؒ کا کیا تو میرے شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا ان کی شان عالی کا کیا کہنا ایک ایک خط میں ایک ایک مقام طے کیا ہے۔ پھر احقر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ نے اشرف السوانح میں مکتوبات رحمانی نہیں دیکھی۔ حضرت کے اس فرمانے سے ہم بصیروں نے سمجھا کہ اشرف السوانح میں خاص طور پر ان مکاتیب کو نقل کرنے کی کیا حکمت تھی۔ اور مکتوب نگار (اعلی اللہ درجاتہٗ) کا کیا مقام تھا۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ کم ہی لوگوں کی نگاہ

ان مکاتیب اور مکتوب نگار عالی کی عظمت پر ایسی گئی ہوگی۔ بہر حال بڑے اٹھ رہے ہیں۔ چھوٹے ان خصوصیات سے عاری ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

مولانا محمود داؤد یوسف۔ رنگون

اس خبر سے سر تھام کر بیٹھ گیا۔ طبیعت ہرگز اس خبر کو سننے پر آمادہ نہ تھی مگر ہم بے کس بندے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے عاجز و درماندہ ہیں۔ اسی میں اپنی حقیقت کا کچھ پتہ چل جاتا ہے۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ تو انعام و اکرام سے نوازے جا رہے ہیں۔ ہم حضرت کے فراق میں غمگین ہو رہے ہیں۔ کاش کہ یا تو یہ خبر ہم تک مرنے تک نہ پہنچتی یا رمضان سے قبل ہی ہمیں اس کا علم ہو جاتا۔ مگر کیسے علم ہوتا جب اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کوئی ذریعہ کیسے کارگر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان حکمتوں کا جاننے والا ہے۔

سید عمران الحسینی مدرسۃ الشرعیہ مدینہ طیبہ

حکم المهيمن في الخلائق مبرم — من ذا يرد قضائه اذ يحكم

بعد التحية والاحترام :- الصبر بالله والحكم الى الله لا راد لقضائه وقد تكدر خاطرنا وانزعج قلوبنا بوفاة والدكم الذي هو في الحقيقة والد الجميع فاننا نعزي انفسنا سائلين الله تعالى ان يفيض عليه واسع رحمته ويعمه بمغفرته ورضوانه وان يلهمنا جميعاً الصبر الجميل وعظم الله اجركم فانا لله اسئل ان يجعله آخر الاحزان وان لا يريكم ما يكدر الخاطر عزائي للاخوان ولمولانا عبد الشكور صاحب۔

آہ حضرت مولانا عجیب نور صاحبؒ

حضرت مولانا عجیب نورؒ کی شخصیت ان شخصیات میں سے تھی جو اپنے پیچھے فضائل و کمالات کی ناقابل فراموش دنیا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ انکی زندگی کا ایک ایک ورق بصیرت افروز ہے۔ طالب علمی کا زمانہ ہو یا تدریس کا ہو یا علمی و عملی کارناموں کا دور ہو۔ استاذ العلماء مولانا مرحوم جو محض بلند پایہ عالم ہی نہیں بلکہ طریقت و تقویٰ کے مقام پر بھی فائز تھے۔ ۱۸۹۸ء میں ضلع بنوں کے مقام بوزہ خیل میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں بڑے بھائی صاحب کیساتھ علاقہ چھچھ بغرض تعلیم تشریف لے گئے وہاں چند سال ابتدائی تعلیم حاصل کر کے ٹونک (انڈیا) گئے۔ اور وہاں سے بھوپال جہاں آپ نے بیس برس کی عمر میں تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ علوم ریاضی، فلسفہ، منطق، صرف وغیرہ کی تعلیم علامہ عبد السلام قندہاریؒ سے حاصل کی بعد از فراغت اپنے وطن بنوں آئے۔ اور ایک سال تک درس دیتے رہے۔ اس کے بعد مراد آباد جا کر جامعہ قاسمیہ شاہی مسجد مراد آباد میں نائب صدر کی حیثیت سے تیس۳۰ سال تک اعلیٰ علوم و فنون کی تدریس کی۔ اس عرصہ میں سینکڑوں تشنگان علم ان کے علوم و فیوض سے سیراب ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد اپنے وطن بنوں آکر مدرسہ معراج العلوم کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی داغ بیل ڈالی جس سے سینکڑوں افراد نے فائدہ اٹھایا اور حضرت کے اخلاص اور للہیت کی وجہ سے مدرسے نے علاقہ بھر میں مرکزی حیثیت حاصل کر لی۔ حضرت مولاناؒ کو کتابیں جمع کرنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ ان کی لائبریری میں دینی علوم و فنون کا بڑا مفید ذخیرہ موجود ہے جسکو حضرت نے مدرسہ کے نام وقف ہونے کی وصیت کی۔ حضرت مولاناؒ اہم فتاویٰ کا جواب خود لکھتے۔ ذہن اور حافظہ کا یہ عالم کہ کھڑے کھڑے پیچیدہ علمی مسائل کو حل فرما دیتے۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، تین لڑکیاں اور تین لڑکے چھوڑے۔ اللہ کے فضل سے تینوں فرزند اور ایک صاحبزادی حافظ قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمادے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہو۔ آمین ـــــ علم و فضل کا یہ تابناک ستارہ طویل علالت کے بعد ۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو ٹوٹ گیا۔ اور علاقہ بھر کے مسلمانوں کے دل دہل گئے ؎

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں — تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں